حکومت پنجاب

میزانیہ

برائے

مالی سال 91-1990ء

اور

ضمنی میزانیہ برائے 90-1989ء

تقریر

سردار امجد حمید خان دستی

وزیر خزانہ پنجاب

پنجاب اسمبلی
9/جون 1990ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر!

اس محترم ایوان میں صوبہ پنجاب کا بجٹ پیش کرنا میرے لئے باعث افتخار بھی ہے اور ایک آزمائش بھی۔ میری خداوند کریم سے عاجزانہ دعا ہے کہ مجھے اس فرض سے بخوبی عہدہ براہونے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب والا!

2۔ مالی سال 90 - 1989ء قریب الاختتام ہے۔ جن نامساعد حالات میں گزشتہ مالی سال کا آغاز ہوا تھا وہ دوران سال بتدریج دگرگوں ہوتے گئے۔ ہماری مالی اور اقتصادی مجبوریاں اور بڑھیں۔ معاشی ناہمواریوں نے علاقائی، صوبائی اور لسانی تعصبات کو مزید ہوا دی۔ جنوب میں امن وامان کی صورت حال خراب تر ہوتی گئی اور اس کے اثرات ارض پنجاب پر بھی مرتب ہوئے۔ مزید براں ہمارے ہمسایہ ممالک میں جدوجہد آزادی نے اور شدت اختیار کر لی۔ اور اس سال کے آغاز سے حریت کا شعلہ بھڑکا اور جنت نظیر کشمیر کے مجبور ومظلوم باشندوں میں جور وظلم کے خونیں پنجوں سے آزاد ہونے کی تڑپ مزید بڑھی اور ایک ہمہ گیر تحریک کی شکل اختیار کر کے بھارتی سامراج کے اعصاب پر چھا گئی۔ ساتھ ہی ساتھ پوشیدہ ہاتھ پنجاب میں دہشت گردی کے ذریعے امن وامان کی صورت حال کو خراب کر کے پنجاب کی حکومت کو پریشان کرنے کے لئے اپنی مذموم کارروائیاں کرتے رہے۔ ان حالات سے جناب والا، آپ مجھ سے بہتر طور پر آگاہ ہیں۔ درحقیقت یہ کڑی آزمائش کا دور تھا لیکن پنجاب کی باصلاحیت قیادت کی فراست، عوام کی حوصلہ مندی اور اس ایوان کے معزز اراکین کی اعانت وپذیرائی نے امواج بلا کا رخ پھیر کر رکھ دیا۔

جناب سپیکر!

3۔ اس ذکر سے کسی کی مذمت مقصود ہے اور نہ کسی کی بے جا تعریف۔ بلکہ حقائق کو بے کم وکاست آپ کے گوش گزار کرنا ہی مدعا ہے۔

منظور ہے گزارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

جناب والا!

4۔ میرے فاضل پیش رو نے رواں مالی سال کا بجٹ پیش کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ "ہمارے فیصلوں اور منصوبہ بندی کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ تجزیہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ یہ سب کچھ ایک ایسے محور کے گرد گھومتا ہے۔ جو ہماری ایک مجبوری 'ایک تمنا اور ایک مقصدِ عظیم پر مبنی ہے"۔ یہ بات آج بھی اتنی ہی درست ہے جتنی کل تھی۔ ہماری مجبوری ضروریات کے مقابلے میں وسائل اور ذرائع کی کمی سے عبارت ہے۔ کہ اس میں ترجیحات کا تعین ایک مشکل ترین امر کی صورت اختیار کر جاتا ہے۔ صوبائی وزیر خزانہ کے لئے اس مجبوری کا احساس اُس وقت اتنا کرب انگیز نہیں ہوتا جب مرکز اور صوبے میں فکر و احساس کی ہم آہنگی ہو۔ لیکن اگر ترجیحات کا تعین معاشرے کے محروم طبقات کی معاشی اور سماجی بحالی کی بجائے علاقائی 'لسانی اور سیاسی بنیادوں پر کیا جائے تو محرومی و مجبوری کا احساس شدید تر ہو جاتا ہے آج ہم اسی صورت حال سے دوچار ہیں اور اپنی سبک سری کے باوجود نہ ان کی سرگرانی کی وجہ معلوم کر سکے ہیں اور نہ انہیں اپنے موقف کی صداقت کا قائل کر سکے ہیں۔

جناب والا!

5۔ وفاقی حکومت نے ترقی پذیر پنجاب کی خسارے کی مد میں امداد اور مرکزی محصولات میں سے ہمارے حصے کی رقم کو مجموعی طور پر مالی سال 89 - 1988 کی سطح پر منجمد کر دیا ہے۔ اس یکطرفہ 'غیر آئینی اور ناقابل عمل فیصلے پر نظر ثانی کے سلسلہ میں ہماری طرف سے افہام و تفہیم کی تمام تر کوششوں کے باوجود کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہو سکی۔ اس ضمن میں وفاقی وزارتِ خزانہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ صوبوں کو خسارے کی مد میں دی جانے والی وفاقی گرانٹ غیر لازمی Non-obligatory قسم کی ہے۔ لہٰذا انہیں اس میں کمی کرنے کا مکمل اختیار ہے۔ وفاقی حکومت کی طرف سے اپنی ایک اہم آئینی ذمہ داری سے گریز کا یہ ایک ناقابل فہم جواز ہے۔ اس موقف پر وزارت خزانہ کے بے جا اصرار کے حوالے سے یہی کہا جا سکتا ہے کہ۔

خرد کا نام جنوں پڑ گیا۔ جنوں کا نام خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

6۔ تاہم میں اور میرے رفقاء اس صورت حال سے بددل نہیں کہ مایوسی گناہ ہے۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ یہ آویزش حسن تعلق میں بدل جائے۔ اور یوں قومی زندگی میں تعمیر و ترقی کا عمل بھرپور قوت سے جاری و ساری ہو جائے۔ یقین محکم سے وہم و گماں اور تنگ نظری کی دیواریں زمین بوس ہو جائیں۔

جناب سپیکر!

7۔ ہمارا مقصد ارض پاک کی معیشت میں پنجاب کے کردار کو اور بھی فعال بنانا ہے۔ میں اس ضمن میں ان مساعی جمیلہ کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں جو جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے کی ہیں۔ مجاہدینِ افغانستان کی جدوجہد آزادی ہو یا سندھ میں نسلی اور صوبائی جنون کے خلاف نبرد آزمائی' کشمیر میں زنجیرِ غلامی کی شکست و ریخت کے لئے اخلاقی' سیاسی اور مالی اعانت ہو یا سبوتاژ کے واقعات کے خلاف موثر اقدامات' قائد ایوان نے جہدِ مسلسل' عزم و استقلال اور عملِ پیہم کی ایک عظیم اور قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وفاقی حکومت بالآخر پنجاب کے مسائل کو سمجھنے اور تالیفِ قلوب کے لئے ضروری اقدامات کرنے پر مجبور ہو جائے گی۔ میری دلی تمنا ہے کہ وہ دن جلد آئے۔ بہر حال ابھی تو ہم ایک دوراہے پر کھڑے ہیں۔ آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ اس پس منظر میں بجٹ کی تیاری میں ہم کن مشکل مراحل سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ شاید اسی لئے۔

بات کہنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی

نظر ثانی شدہ بجٹ 90 - 1989ء

جناب سپیکر!

8۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سال رواں کے لئے اس معزز ایوان نے 26 ارب 75 کروڑ 66 لاکھ روپے کے اخراجات کی منظوری دی تھی۔ جبکہ صوبے کی کُل آمدن کا تخمینہ 24 ارب 51 کروڑ 15 لاکھ روپے تھا اور حسابات سرمایہ Capital Account میں 26 کروڑ 71 لاکھ روپے کی بچت متوقع تھی۔ اس طرح خسارے کا تخمینہ 197 کروڑ 80 لاکھ روپے تھا۔ جناب والا! یہاں میں ایک ضروری وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ حقیقت یوں ہے کہ ہم نے خسارے کی مد میں وفاقی گرانٹ کی متوقع رقم 411 کروڑ روپے بجٹ میں شامل کی تھی۔ لیکن جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکا ہوں' وفاقی حکومت نے یکطرفہ طور پر وفاق سے صوبوں کو انتقالِ وسائل کی مجموعی مقدار کو 89 - 1988ء کی سطح پر منجمد کر دیا جس کے نتیجے میں خسارے کی مد میں ہماری گرانٹ بلاجواز کم کر کے 332 کروڑ 97 لاکھ روپے کر دی گئی۔ اور یوں ہمارے خسارے کا تخمینہ 197 کروڑ 80 لاکھ روپے سے بڑھ کر 275 کروڑ 83 لاکھ روپے تک جا پہنچا۔ حضور والا!۔

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجے

جناب والا!

9- وسائل کی حالت زار' وفاق کی بے رخی اور روز افزوں مالی مطالبات مسائل کو مزید پیچیدہ کرنے کا باعث بنے۔ مگر ہم نے حوصلہ نہیں ہارا اور خسارے کو کم سے کم کرنے کے لئے چند اہم اقدامات کئے۔ محکمانہ اخراجات میں تین فیصد ممکنہ کفایت اِس معزز ایوان کی منظوری سے بجٹ میں شامل کی گئی۔ اس کے علاوہ محکمہ جات انہار' پولیس' تعلیم اور صحت کے اخراجات میں بشرح پانچ فیصد اور دیگر محکمہ جات کے اخراجات میں بشرح تین فیصد مزید کٹوتی کر دی گئی۔ پائیدار اشیاء Durable Goods کی خرید اور نئی اسامیوں کی تخلیق پر مکمل پابندی لگا دی گئی اور شدید دباؤ کے باوجود اضافی اخراجات کی منظوری صرف اور صرف غیر معمولی حالات میں قطعی ناگزیر ضروریات کے لئے دی گئی۔ ان اقدامات اور اخراجات پر مسلسل کنٹرول کے باعث ہمارے اخراجات کا تخمینہ 26 ارب 75 کروڑ 66 لاکھ روپے سے گھٹ کر 25 ارب 23 کروڑ 67 لاکھ روپے رہ گیا ہے۔ قابلِ تقسیم وفاقی محاصل میں پنجاب کے حصہ میں 2 ارب 61 کروڑ 18 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ لیکن اس کی وجہ سے ہمارے خسارے میں کمی نہ ہو سکی کیونکہ وفاق سے انتقال وسائل کے 89 - 1988ء کی سطح پر انجماد کے فیصلہ کے مطابق ہماری خسارے کی مد میں متوقع گرانٹ قابلِ تقسیم محاصل سے آمدنی میں اضافہ کے برابر کم کر دی گئی۔ البتہ صوبائی ذرائع سے متوقع آمدنی میں 16 کروڑ 20 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔ علاوہ ازیں چند سکیموں کے لئے بیرونی امداد' 1988 کے عام انتخابات وغیرہ کے سلسلے میں وفاقی حکومت سے واجب الوصول رقوم میں 10 کروڑ 65 لاکھ روپے کے اضافہ کی امید ہے۔

10- اخراجات میں ہر ممکن کفائت اور وسائل میں اضافے کے لئے آپ کی حکومت کی سال بھر کی کاوشوں اور رب العزت کے فضل و کرم سے سال رواں کا خسارہ 275 کروڑ 83 لاکھ روپے سے کم ہو کر نظر ثانی شدہ بجٹ میں 89 کروڑ 69 لاکھ روپے رہ گیا ہے۔ انتہائی نامساعد حالات کے پیش نظر یہ ایک قابل قدر کوشش ہے۔

بجٹ 91 - 1990

جناب سپیکر!

11- اب میں سال 91 - 1990 کا میزانیہ پیش کرتا ہوں۔ سال رواں کی 24 ارب 56 کروڑ 84 لاکھ روپے کی آمدنی کے مقابلے میں مالی سال 91 - 1990 کے لئے آمدنی کا تخمینہ 25 ارب 66 کروڑ 41 لاکھ روپے ہے۔ اس کے علاوہ حسابات سرمایہ Capital Account میں 42 کروڑ 96 لاکھ روپے کی بچت متوقع ہے۔

12۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اس سال بجٹ کی تیاری ہمارے لئے نہ صرف ایک مشکل ترین عمل تھا بلکہ ہم ایک بہت بڑے چیلنج سے بھی دوچار تھے۔ ایک طرف ہمیں محدود وسائل کا سامنا تھا اور دوسری طرف محکمہ جات کی طرف سے مطالبات زر کی بھرمار تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ امن عامہ کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے مدنظر پولیس کے بجٹ میں خاطر خواہ اضافہ ناگزیر تھا۔ اس طرح اخراجات کا تخمینہ 30 ارب 92 کروڑ 53 لاکھ روپے تک جا پہنچا۔ لیکن جناب والا! پاؤں تو چادر کی وسعت کے مطابق ہی پھیلائے جاسکتے ہیں چنانچہ وسائل اور اخراجات کے درمیان بڑھتی ہوئی خلیج کو پاٹنے کے لئے ہم نے مزید غور و خوض کیا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ اخراجات میں نمایاں کمی کے بغیر گزارہ نہیں ہو گا۔ چنانچہ ہم نے جناب وزیر اعلیٰ کی اجازت سے چند بڑے محکموں بشمول انہار، تعمیرات و شاہرات، صحت، تعلیم وغیرہ کے آئندہ سال کے اخراجات کے مجوزہ تخمینہ جات میں دس فیصد کٹوتی کر دی ہے۔ جس سے آئندہ مالی سال کے لئے اخراجات کا تخمینہ 29 ارب 2 کروڑ 11 لاکھ روپے کی سطح پر آ گیا ہے۔ اس طرح ہمیں 2 ارب 92 کروڑ 74 لاکھ روپے کے خسارے کا سامنا ہے۔

جناب والا!

13۔ مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ اخراجات میں کٹوتی کے باعث انتظامیہ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لیکن جناب سپیکر یہ ایک بین حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ ہم نے خوشی سے نہیں کیا۔ کاش ہمارے پاس اتنے وسائل ہوتے کہ ہم انتظامیہ کی جملہ ضروریات کماحقہ، پوری کر سکتے اور عوام کے لئے مزید فلاحی اقدامات بھی کر سکتے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

مگر ہم جن پر آشوب حالات سے گزر رہے ہیں ان میں انسانی وقار کی سربلندی اور معیشت و معاشرت میں انصاف کی خاطر قوموں کو اس طرح کے فیصلے تو کرنے ہی پڑتے ہیں میں پُرامید ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور ایثار و تعاون کے جذبے سے ہم ان مشکلات پر قابو پالیں گے۔ انشاءاللہ

جناب سپیکر!

14۔ اب میں رواں مالی سال کے تعمیر وطن پروگرام کا مختصر جائزہ اور آئندہ مالی سال کے پروگرام کی تفصیل پیش کرتا ہوں۔

تعمیر وطن پروگرام 90 - 1989

15- جیسا کہ آپ جانتے ہیں پاکستان کا مالیاتی نظام کچھ ایسی بنیاد پر استوار ہے کہ ترقیاتی کاموں کے لئے وسائل مرکزی حکومت مہیا کرتی ہے۔ بدقسمتی سے غیر ترقیاتی شعبے کی طرح اس ضمن میں بھی ہم اس بات پر مجبور ہیں کہ اس معزز ایوان کے سامنے اپنی مشکلات بیان کریں۔ اقبال کا "خوگرِ حمد" تو "تھوڑا سا گلہ" کرنے پر اکتفا کر سکتا تھا مگر ہماری جائز شکایات کی فہرست اور نوعیت ایسی ہے کہ۔

نالہ آتا ہے اگر لب پہ تو معذور ہیں ہم

16- بھلا آپ باور کر سکتے ہیں کہ 90 - 1989 کے دوران سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے ہمیں جو 664 کروڑ 85 لاکھ روپے مہیا کئے گئے تھے وہ گزشتہ سال کے مقابلے میں محض 2 کروڑ 66 لاکھ روپے زیادہ ہیں۔ اگر افراطِ زر کی موجودہ شرح کو مدِّنظر رکھا جائے تو اس صورتِ حال کا لازمی نتیجہ ترقیاتی عمل کی رفتار میں معتدبہ کمی ہے جبکہ آبادی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ اس کے برعکس وفاقی حکومت کا ترقیاتی پروگرام اس سال 50 ارب 42 کروڑ روپے سے بڑھ کر 56 ارب روپے ہو گیا ہے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ خصوصی ترقیاتی پروگرام میں پنجاب کا حصہ ساتویں پنجسالہ منصوبے میں درج شدہ تناسب یعنی 27.03 فیصد سے بھی کم کر کے محض 20.75 فیصد کر دیا گیا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ ہم۔

کسے وکیل کریں کس سے منصفی چاہیں

17- جناب والا! میں انتہائی عجز اور فخر کے ملے جلے جذبات کے ساتھ آپ کی وساطت سے اس ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ تعمیر وطن پروگرام کے لئے ہمیں جو وسائل مہیا کئے گئے تھے ان کا بیشتر حصہ زیر استعمال آ چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں ان کے سو فیصد استعمال کا ہدف پورا ہو جائے گا۔ دوران سال بے شمار ترقیاتی منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور مختلف شعبوں میں ہمیں بفضل خدا طے شدہ مقاصد کے حصول میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے۔

18- جناب والا! موجودہ سال کے ترقیاتی وسائل میں سب سے زیادہ حصہ صحت کو دیا گیا ہے۔ تخمینہ کے مطابق اس شعبے میں 130 کروڑ روپے خرچ ہوں گے جو کل رقم کا تقریباً 16 فیصد ہے۔ یونین کونسل کی سطح پر 300 بنیادی طبی یونٹ اور مرکز کی سطح پر 18 طبی سنٹر مکمل کئے گئے ہیں۔ پہلے سے قائم شدہ 700 بنیادی یونٹوں اور 135 سنٹروں کی توسیع کا کام جاری ہے۔ میڈیکل کالجوں کی عمارات کی تعمیر اور تکمیل پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے تاکہ ان میں درس و تدریس کا معیار بہتر بنایا جا سکے ان کالجوں سے متعلقہ ہسپتالوں میں 200 بستروں کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ سماجی شعبے میں تعلیم پر بھی حتی الوسع توجہ مرکوز رہی۔ عالمی ترقیاتی بنک کی امداد سے پرائمری تعلیم کے ایک وسیع المقاصد منصوبے پر کام شروع کیا گیا ہے۔ بچیوں کے لئے 419

پرائمری سکول قائم کئے جارہے ہیں۔ 1250 مساجد سکولوں کا درجہ بڑھا کر انہیں مکمل پرائمری سکول بنایا گیا ہے۔ 511 پرائمری سکولوں کو مڈل اور 390 مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا ہے 2 نئے انٹر کالج قائم ہوئے ہیں اور 20 انٹر کالجوں کو ڈگری کالج بنایا گیا ہے۔ 2 پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ بھی مکمل ہوئے۔

19۔ جناب والا! جیسا کہ آپ جانتے ہیں حکومت بتدریج دیہی علاقوں کی تعمیر و ترقی کے لئے وسائل کا زیادہ سے زیادہ حصہ مختص کرتی رہی ہے۔ اس سلسلے میں موجودہ مالی سال کے دوران جو کام ہوا ہے میں اس میں سے صرف سڑکوں کی تعمیر اور صاف پانی کی فراہمی کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر پر خصوصی توجہ دی گئی اور 95 کروڑ روپے کے خرچ سے 2400 کلو میٹر لمبی نئی سڑکوں کی تعمیر مکمل ہوئی۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اس پروگرام کی ابتداء ملک میں سب سے پہلے صوبہ پنجاب میں 1981 میں ہوئی تھی۔ اب تک اس پروگرام کے تحت 12976 کلو میٹر لمبی سڑکوں کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ جس کی سالانہ اوسط 1442 کلو میٹر بنتی ہے، جبکہ حصول آزادی سے لے کر آج تک دوسرے تمام پروگراموں کے تحت صوبے میں جن سڑکوں کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ ان کی کل لمبائی 10940 کلو میٹر یعنی 261 کلو میٹر فی سال بنتی ہے۔ دیہی آبادی کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے اور نکاسی آب کے لئے، دوران سال 94 کروڑ روپے خرچ ہوئے اور 514 سکیمیں مکمل ہوئیں اور اس طرح اب تک دیہات کی آبادی کا تقریباً 26 فیصد زندگی کی اس بنیادی سہولت سے بہرہ مند ہوا ہے۔ حکومت کو اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ یہ شرح بہت کم ہے اس لئے اس مد میں زیادہ سے زیادہ رقم مختص کرنے کا عمل آئندہ سالوں میں جاری رہے گا۔

20۔ پنجاب کی معیشت میں زرعی شعبے کی اہمیت مسلم ہے اس سلسلے میں ہمارا ایک اہم پروگرام یعنی کھالوں کی اصلاح کا کام جاری رہا اور دوران سال 1249 کھالوں کی اصلاح کی گئی، 300 ڈیزل ٹیوب ویلوں اور 395 لفٹ پمپوں کے لئے حکومت نے مالی امداد Subsidy دی۔ 1000 میل لمبی سڑکوں کے ساتھ ساتھ درخت لگائے گئے اور 13900 ایکڑ زمین پر شجرکاری کی گئی، 250 میل لمبی نہروں اور سیم نالوں کی اصلاح کی گئی اور بارانی علاقے میں دو چھوٹے بند تعمیر کئے گئے۔

21۔ جناب والا! آئندہ مالی سال کا میزانیہ پیش کرنے سے قبل میں گندم اور چاول جیسی اہم فصلوں کی پیداوار کے سلسلے میں حکومت پنجاب کی مسلسل اور ان تھک کوششوں کے نتائج کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور کسان بھائیوں کی محنت کے باعث صوبے میں اس سال 108 لاکھ میٹرک ٹن گندم پیدا ہوئی جو گزشتہ سال کے مقابلے میں 2.7 فیصد زیادہ ہے۔ یہ پیداوار ہماری اپنی سالانہ ضروریات سے 25.20 لاکھ میٹرک ٹن زیادہ ہے اس طرح ہم بفضل خدا دوسرے صوبوں میں اپنے بہن بھائیوں کے لئے گندم فراہم کر کے ملک کا قیمتی زرمبادلہ بچا سکیں گے۔ اسی طرح سال رواں میں باسمتی چاول کی 11.60 لاکھ میٹرک ٹن پیداوار بھی ایک نیا ریکارڈ ہے جو گزشتہ سال کے مقابلے میں 11.4 فیصد زیادہ ہے کھاد اور قرضوں کی فراہمی میں کمی کے باوجود زرعی پیداوار میں یہ اضافہ قابل تحسین ہے۔

تعمیر وطن پروگرام 91 - 1990

22- 91 - 1990 کے تعمیر وطن پروگرام کے لئے مرکزی حکومت نے ہمیں 766 کروڑ روپے کی رقم دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جو موجودہ سال کے مقابلے میں 15.21 فیصد زیادہ ہے۔ اگر افراط زر اور بڑھتی ہوئی آبادی کو پیش نظر رکھا جائے تو آئندہ مالی سال میں حقیقی وسائل کی مقدار رواں مالی سال کے تقریباً لگ بھگ ہی ہوگی اس کے علاوہ اگر خصوصی ترقیاتی پروگرام کو بھی مدنظر رکھا جائے تو مجموعی صورت حال پنجاب کے نقطہ نگاہ سے تسلی بخش نہیں۔ اس خصوصی پروگرام پر موجودہ سال کے 360 کروڑ روپے کے مقابلے میں آئندہ سال 530 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔ اگرچہ اس رقم میں سے ہمیں ساتویں پنجسالہ منصوبے میں درج شدہ تناسب کے مطابق حصہ ملے گا لیکن اگر تعمیر وطن پروگرام اور خصوصی ترقیاتی پروگرام کو ملا کر دیکھا جائے تو چاروں صوبوں کو ملنے والے ترقیاتی وسائل میں سے پنجاب کو محض 45.46 فیصد رقم ملے گی حالانکہ ہماری آبادی 57.97 فیصد ہے۔ اس صورت حال کا تقاضا یہ ہے کہ خصوصی ترقیاتی پروگرام کی رقم کم کر کے اسے صرف بلوچستان اور فاٹا کے کم ترقیاتی علاقوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ جیسا کہ اس پروگرام کا اصل مقصد تھا اور اگر اس رقم کو ملک کے تمام علاقوں کے درمیان تقسیم کرنا ہے تو پھر اسے تعمیر وطن پروگرام میں ضم کر دیا جائے اور پوری رقم کو مروجہ فارمولے کے تحت صوبوں کے مابین تقسیم کیا جائے۔ ہر سال خصوصی ترقیاتی پروگرام میں اضافہ پنجاب کے مفادات کے صریحاً منافی ہے کیونکہ اس طرح پنجاب کا حصہ آبادی پر مبنی طے شدہ تناسب یعنی 52.17 فیصد سے مسلسل کم ہو رہا ہے

23- جناب والا! ہم نے 91 - 1990 کے تعمیر وطن پروگرام کے لئے 766 کروڑ روپے کے متوقع وسائل کے مقابلے میں 900 کروڑ روپے کا میزانیہ وضع کیا ہے۔ اس طرح منصوبوں پر عمل در آمد میں ممکنہ کمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اخراجات میں تقریباً 15 فیصد بچت کی گنجائش رکھی گئی ہے جو موجودہ سال کے 18 فیصد سے کم ہے۔ یہ حکمتِ عملی پنجاب میں کئی سال سے مروج ہے اور اس کے زیر اثر حقیقی وسائل تقریباً 100 فیصد حد تک زیر استعمال آ جاتے ہیں موجودہ مالی سال کے دوران چونکہ ترقیاتی وسائل کی شدید کمی رہی ہے اس لئے بہت سے منصوبے مکمل نہیں ہو سکے۔ ان کو جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے کل رقم کا 66 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔ تاکہ ان منصوبوں کی جلد تکمیل سے عوام الناس مستفید ہو سکیں حالانکہ موجودہ سال کے میزانیے میں زیر تکمیل منصوبوں کے لئے صرف 57 فیصد رقم رکھی گئی تھی۔

24- جناب والا! ہمارے وسائل محدود ہیں اور زیر تکمیل لاتعداد منصوبوں کی جلد از جلد تکمیل ہمارا بنیادی مقصد بھی ہے اور فریضہ بھی۔ اس کے باوجود ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ترقیاتی عمل کی فکری اساس کو نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا عمل ہر لحظہ جاری رہنا چاہئے۔ اور ترقیاتی حکمتِ عملی میں جدت اور افکار نو ضرور منعکس ہونے چاہئیں۔ لہٰذا ہم نے آئندہ سال کے تعمیر وطن پروگرام میں کچھ ایسے مقاصد اور طریق کار شامل کرنے کی کوشش کی ہے جو ایک طرف تو ترقیاتی عمل کی ہمہ گیری میں اضافہ کریں گے اور دوسری جانب اس اہم کام میں حکومت کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کو شامل کر کے اس کی رفتار تیز تر کریں گے۔

25- اس سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم نے ذہنی اور جسمانی طور پر معذور افراد کی دیکھ بھال اور بحالی کے کام کو محض سماجی بہبود کے فرسودہ نظریئے سے ہٹ کر ترقیاتی عمل کا حصہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ 10 کروڑ روپے کی رقم سے ایک ٹرسٹ قائم کر کے ہم معاشرہ کے درد مند اور اہل دل افراد کو دعوت دیں گے کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر معاشرہ کے اس Potentially Productive طبقے کی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کے لئے ایک تدریجی پروگرام کا آغاز کریں۔

26- تعلیم کے شعبے میں حکومت اپنی تمام تر کوشش کے باوجود شرح خواندگی میں قابل ذکر اضافہ نہیں کر سکی ہے اور نہ ہی شہروں میں اعلیٰ معیار کے تعلیمی اداروں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ حکومت نجی شعبے کو مناسب مراعات مہیا کرے تاکہ وہ ایک ایسے فرض کی تکمیل کے سلسلے میں اپنا قومی کردار ادا کر سکے جو حکم خداوندی بھی ہے اور فرمانِ رسولؐ بھی۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے 20 کروڑ روپے کے ابتدائی سرمایہ سے ایک تعلیمی فاؤنڈیشن قائم کی جا رہی ہے۔ صحت کے شعبے میں بھی لوگوں کو ضروری سہولیات فراہم کرنے کے سلسلے میں نجی شعبہ ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے بالخصوص اگر شہری علاقوں میں اور خوشحال طبقوں کے لئے یہ بوجھ نجی شعبہ اٹھا لے تو حکومت دیہی علاقوں اور معاشرے کے محروم طبقوں پر زیادہ توجہ دے سکے گی۔ نجی شعبے کو اس کار خیر کی ترغیب دینے کے لئے 15 کروڑ روپے کے ابتدائی سرمائے سے ایک ہیلتھ فاؤنڈیشن بھی قائم کی جا رہی ہے۔ اس فاؤنڈیشن کا ایک اہم کام یہ ہو گا کہ چھوٹے شہروں اور دیہی علاقوں میں کلینک قائم کرنے کے لئے گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ ڈاکٹروں کو قرضے فراہم کرے اس طرح اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ ہر سال کم از کم چند سو ڈاکٹر ان علاقوں میں آباد ہو کر لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔

27- بڑے شہروں میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی اتنی کمی تو نہیں البتہ بہت سے مفلوک الحال لوگ ان سے مشورہ کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اب ان شہروں میں فلٹر کلینک بنانے کا ایک پروگرام شروع کیا جا رہا ہے۔ ان میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کے علاوہ ایکسرے اور لیبارٹری وغیرہ کی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔ ان کلینکوں میں مریض بغیر فیس دیئے سپیشلسٹ ڈاکٹروں سے مستفید ہو سکیں گے۔ اگر مریض کو مزید طبّی امداد یا ہسپتال میں داخلے کی ضرورت ہوئی تو فلٹر کلینک کے سپیشلسٹ ڈاکٹر انہیں طے شدہ پروگرام کے تحت بڑے ہسپتالوں میں بھیج سکیں گے۔

28- صوبے میں کینسر انسٹی ٹیوٹ کے قیام کے لئے بھی 1 کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

29- جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا تھا 1981 سے اس صوبے میں کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کا کام جاری ہے مگر اب تک ان کی دیکھ بھال اور اصلاح کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی تھی جس کی وجہ سے پرانی سڑکوں کی افادیت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ آئندہ سال سے ان سڑکوں کی دیکھ بھال کے کام کا باقاعدہ آغاز کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے 5 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے۔

30- آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ملک کی سیاسی اور سماجی ترقی کے لئے عوامی اداروں کی نشوونما بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس سلسلے میں ہم آئندہ سال سے ایک مربوط پروگرام کا آغاز کر رہے ہیں جس کے تحت ہر یونین کونسل کو 1 لاکھ روپے، ٹاؤن کمیٹی کو 3 لاکھ روپے، میونسپل کمیٹی کو 8 لاکھ روپے، ضلع کونسل کو 27 لاکھ روپے، میونسپل کارپوریشن کو 20 لاکھ روپے اور لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کو 40 لاکھ روپے دیئے جائیں گے۔ اس سارے پروگرام پر 41 کروڑ 26 لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔

ہماری کوشش یہ ہوگی کہ یہ ادارے اس رقم کو استعمال کرتے وقت فراہمی آب اور نکاسی آب کے منصوبوں پر خصوصی توجہ دیں۔

31- پیشتر اس کے کہ میں آئندہ سال کے مجوزہ پروگرام کے بارے میں اپنی گزارشات ختم کروں میں اس معزز ایوان کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نچلی سطحوں پر ترقیاتی منصوبوں کے لئے رقوم کی فراہمی اور ان کی تکمیل کے طریق کار کو بہتر بنانے کے سلسلے میں ہم مسلسل کوشش کر رہے ہیں۔ عوامی نمائندوں کی وساطت سے جو منصوبے زیر تکمیل ہیں ان کے لئے رقوم کی فراہمی کے طریق کار میں موجودہ مالی سال کے دوران اصلاح کی گئی ہے۔ اس طریق کار کو سہل تر بنانے ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کی رفتار تیز تر کرنے اور اس کے بارے میں صوبائی حکومت کو صحیح معلومات کی بروقت فراہمی کے لئے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی کا ایک مختصر سا دفتر ضلع کی سطح پر بھی قائم کیا جائے۔

32- ان نئے پروگراموں اور نئی حکمت عملی کے علاوہ آئندہ سال کے مجوزہ پروگرام کے بعض اہم نکات یہ ہیں۔

(1) ترقیاتی رقم کا زیادہ سے زیادہ حصہ دیہات پر خرچ کرنے کی پالیسی جاری رہے گی اور آئندہ سال یہ تناسب 80 فیصد ہو جائے گا۔

(2) صوبے کے 14 پسماندہ ضلعوں کو ترقیاتی کاموں میں اولیت دی جاتی رہے گی اور ان کا حصہ موجودہ سال کے 43 فیصد سے بڑھ کر 45 فیصد ہو جائے گا۔ اگرچہ ان میں صوبے کی 40 فیصد آبادی بستی ہے۔ اس کے علاوہ مری اور کہوٹہ' چولستان' بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے پسماندہ علاقوں کی ترقی کے لئے قائم شدہ ترقیاتی اداروں کے لئے علی الترتیب 2 کروڑ 50 لاکھ' 72 لاکھ' 2 کروڑ 50 لاکھ اور 2 کروڑ 50 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ بارانی علاقوں کی ترقی کے لئے مخصوص شدہ رقم 121 کروڑ 25 لاکھ سے بڑھا کر 141 کروڑ 64 لاکھ روپے کی جا رہی ہے۔

(3) کھیت سے منڈی تک نئی سڑکوں کی تعمیر پر 90 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

(4) 1070 کھالوں کی اصلاح کی جائے گی' 1100 ڈیزل ٹیوب ویلوں اور 395 لفٹ پمپوں کے لئے مالی امداد فراہم کی جائے گی۔

(5) 1000 میل لمبی سڑکوں پر درخت لگائے جائیں گے۔ اس کے علاوہ 14300 ایکڑ زمین پر شجر کاری ہوگی۔

(6) 800 میل لمبی نہروں اور سیم نالوں کی اصلاح کی جائے گی۔

(7) دیہی علاقوں میں 102 کروڑ روپے خرچ کر کے صاف پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کی 475 سکیمیں مکمل ہوں گی جن سے مزید 16.40 لاکھ آبادی مستفید ہو سکے گی۔

(8) صحت کے شعبے کے لئے 135 کروڑ روپے مخصوص کئے گئے ہیں' 300 یونین کونسلوں میں بنیادی طبّی یونٹ مکمل کئے جائیں گے اور 6 مرکزوں میں طبّی سنٹروں کے منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچیں گے۔ پہلے سے قائم شدہ 600 بنیادی یونٹوں اور 50 سنٹروں میں توسیع و ترقی کی جائے گی' 2 تحصیلوں اور 3 ضلعی صدر مقامات پر واقع ہسپتالوں پر کام مکمل ہو گا۔

(9) شعبہ تعلیم کے لئے 115 کروڑ روپے سے زیادہ رقم مخصوص کی گئی ہے جس کا 65 فیصد حصہ پرائمری اور ثانوی تعلیم پر خرچ ہو گا۔ 1481 نئے گرلز پرائمری سکول قائم کئے جائیں گے' 125 مساجد سکولوں کو باقاعدہ پرائمری سکول بنایا جائے گا اور عمارتوں سے محروم 2050 پرائمری سکولوں کے لئے عمارتیں تعمیر ہوں گی۔ 150 پرائمری سکولوں کو مڈل اور 150 مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا جبکہ 74 ہائیر سیکنڈری سکولوں کی عمارات تعمیر کی جائیں گی۔ 4 نئے انٹرمیڈیٹ کالج کھولے جائیں گے اور 12 ڈگری کالجوں کی عمارات تعمیر کی جائیں گی۔

جناب سپیکر!

33۔ جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے موجودہ وسائل میں ممکنہ اضافے اور اخراجات میں بچت کی تمامتر کوششوں کے باوجود ہمیں مالی سال 91 - 1990ء کے بجٹ میں 292 کروڑ 74 لاکھ روپے کے خسارہ کا سامنا ہے اگرچہ اس خسارہ کی بنیادی وجہ ہمارے وسائل کے بیشتر حصہ پر وفاقی حکومت کی طرف سے عائد کردہ حد بندی ہے۔ ہم ضروریات اور وسائل کے اتنے زیادہ تفاوت کو یکسر نظرانداز بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا جناب وزیراعلیٰ کی ہدائت اور رہنمائی کے مطابق خسارہ کو حتی الامکان کم کرنے کے لئے چند اہم فیصلے کئے گئے ہیں۔

34۔ میں محکمہ جات انہار' تعمیرات' شاہرات' تعلیم اور صحت کے اخراجات میں دس فیصد کٹوتی کا پہلے ذکر کر چکا ہوں ہم نے دیگر محکمہ جات کے اخراجات میں بھی پانچ فیصد کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس سے تقریباً 30 کروڑ روپے کی بچت متوقع ہے۔

جناب والا!

35۔ ہم اپنے غیر ترقیاتی بجٹ کا 26 فیصد تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے سرکاری اداروں میں فیسیں نہ ہونے کے برابر ہیں چنانچہ پرائمری سکولوں کے علاوہ تمام تعلیمی اداروں کی فیسوں میں معمولی سا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے اس سے مڈل سکولوں کی فیس میں دو روپے ہائی سکولوں میں چار روپے ، عام کالجوں میں پانچ روپے اور میڈیکل کالجوں میں دس روپے ماہوار کا اضافہ ہو گا۔

36- صوبائی سطح پر بے شمار ایسے محصولات اور فیسیں ہیں جن کی شرح کا تعین بہت عرصہ پہلے کیا گیا تھا ہم نے ان میں سے چند ایسے محصولات اور فیسوں کی شرح میں اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن کا بوجھ عام آدمی پر نہیں پڑتا۔ ان میں مختلف قسم کی دستاویزات پر سٹامپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس 'اہم پلوں پر ٹول ٹیکس 'موٹر گاڑیوں کی رجسٹریشن 'فٹ نس سرٹیفکیٹ اور رُوٹ پرمٹ' ہوٹل ٹیکس 'سپرٹ پر ابکاری ٹیکس 'اور چند دیگر چھوٹی چھوٹی مدات شامل ہیں۔ غیر مسلموں کے لئے شراب کی کشید' فروخت اور استعمال پر ٹیکس کی شرح کو دگنا کر دیا گیا ہے البتہ رکشا اور ٹیکسی پہ ٹول ٹیکس کی شرح میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا ان اقدامات کی تفاصیل کچھ تو فنانس بل میں شامل ہیں۔ بقیہ کے متعلق علیحدہ احکامات جاری کئے جا رہے ہیں۔

37- ان اقدامات سے تقریباً 70 کروڑ روپے کی آمدنی کا اندازہ ہے یوں محکمانہ اخراجات میں 30 کروڑ روپے کی مجوزہ بچت سمیت سال 91 - 1990ء کے بجٹ کا متوقع خسارہ کم ہو کر تقریباً 192 کروڑ 74 لاکھ روپے کی سطح پر آ جائے گا۔

جناب سپیکر!

38- جب ہم بجٹ میں اتنے بڑے خسارے کو کم کرنے کے لئے مختلف تجاویز اور اقدامات پر غور و فکر کر رہے تھے تو اس موضوع پر ابدی اہمیت کے حامل ابن خلدون کے یہ افکار مسلسل میرے پیش نظر رہے کہ "جس نسبت سے ٹیکس اور مختلف محصولات کی مقدار بڑھتی ہے اُسی نسبت سے عمرانی کوششوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور لوگوں میں نشاط کار کا ولولہ سرد پڑ جاتا ہے محصولات کی مقدار جس قدر کم ہوتی ہے اسی لحاظ سے لوگ اس بوجھ کو کم محسوس کرتے ہیں۔ اور کام کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں"۔ لہٰذا ہم نے محاصل اور فیسوں میں بہت معمولی نوعیت کا اضافہ تجویز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ محاصل کی وصولی کے نظام کو بہتر بنانے کا عمل بھی جاری رہے گا۔

فلاحی پروگرام

جناب والا!

39- ہمیں فخر ہے کہ ہم نے اپنی تنگ دامانی اور نامساعد حالات کے باوجود اپنی ترجیحات کو برقرار رکھا ہے اور معاشرے کے پس ماندہ طبقوں کی فلاح کے پروگرام کا دائرہ وسیع تر کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یوں ہم ایک فلاحی معاشرے کے خواب کو حقیقت میں بدل دیں گے۔ اس پروگرام کے چند اہم نکات یہ ہیں۔

(1) غریب اور نادار لوگوں کے لئے قائم کردہ بیت المال کے لئے اگلے مالی سال میں بھی دس کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ میں معاشرے کے مخیر حضرات سے توقع رکھتا ہوں کہ وہ صدقات و عطیات کے ذریعے اس کے وسائل میں مزید اضافہ کریں گے۔

(2) غریب بچیوں کی امداد کے لئے اس سال کے آغاز میں دس کروڑ روپے سے جہیز فنڈ قائم کیا گیا تھا۔ آئندہ سال اس سلسلے میں دس کروڑ کی بجائے پندرہ کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

(3) معذور افراد کی بحالی اور دیکھ بھال کے لئے دس کروڑ روپے سے ایک ٹرسٹ قائم کیا جائے گا۔

(4) سات مرلے کے ایک لاکھ اور تین مرلے کے دس ہزار مزید رہائشی پلاٹ غریب خاندانوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

(5) صوبے کی 688 کچی آبادیوں میں بنیادی سہولتوں کی فراہمی پر مزید 20 کروڑ روپے خرچ کیے جائیں گے۔ اور ان آبادیوں میں بسنے والے خاندانوں کو مالکانہ حقوق دینے کا عمل تیز تر کیا جائیگا۔

(6) مزدوروں کی کم از کم اجرت 1100 روپے ماہوار ہوگی۔ نیز ان کی بہبود کے لیے لاہور اور راولپنڈی میں دو بڑے ہسپتال قائم کر کے 760 بستروں کے اضافے کے علاوہ، 21 ڈسپنسریوں اور تین انٹرمیڈیٹ کالجوں کی عمارات تعمیر کی جا رہی ہیں۔

(7) تمام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں دس فیصد عبوری اضافہ کیا جا رہا ہے۔

(8) ریٹائرڈ سرکاری ملازمین کی پنشن میں بھی دس فیصد اضافہ کیا جا رہا ہے۔ مرکزی حکومت نے یہ اضافہ پانچ فیصد تک دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ پنشنرز ایسی عبوری امداد کے زیادہ حقدار ہیں لہذا ہم نے ان کو سرکاری ملازمین کے برابر اضافہ دیا ہے۔

(9) دوران ملازمت معذور ہو جانے والے ملازمین اور مدت ملازمت مکمل کرنے سے پہلے وفات پا جانے والے ملازمین کی بیوگان و بچگان کے لئے بہبود فنڈ سے ماہانہ گرانٹ میں، ملازمین پر کسی قسم کا مالی بوجھ ڈالے بغیر اڑھائی سے تین گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔

(10) صوبے کے تمام تعلیمی اداروں میں پرائمری سطح تک فیس بالکل ختم کی جا رہی ہے۔ تاکہ غریب بچے کم از کم پانچویں جماعت تک تعلیم ضرور حاصل کریں اور یوں ہم شرح خواندگی میں اضافہ کی رفتار کو تیز تر کر سکیں۔ اس نصب العین کو ہماری ترجیحات میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔

(11) صوبے کی قابل مگر نادار طالبات کے لئے اعلیٰ ترین معیار کا ایک تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے گا۔ جس میں نویں جماعت سے لے کر بی۔ اے/بی۔ ایس۔ سی تک مفت تعلیم دی جائے گی اور رہائش کا بندوبست بھی ہو گا۔ اس ادارے میں داخلہ صرف اور صرف میرٹ کی بنیاد پر ہو گا۔ نیز اس ادارے کی فارغ التحصیل طالبات کو مزید تعلیم کے لئے بھی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

(12) غریب اور نادار لوگوں کے لئے بعض اوقات حصول انصاف محض اس لئے دشوار ہو جاتا ہے کہ وہ وکیلوں کی فیس وغیرہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ایسے افراد کی امداد کے لئے بجٹ میں 50 لاکھ روپے کی رقم مختص کی جائے گی۔

جناب والا!

40- جیسا کہ آپؐ جانتے ہیں مرکزی حکومت سے ہماری گفت و شنید جاری ہے۔ اور ہماری پوری کوشش ہے کہ صوبے کے منجمد واجبات واگزار کرائے جائیں۔ تاکہ پنجاب کی معیشت متاثر نہ ہو۔ اور تعمیر و ترقی کی رفتار تیز کر کے عوام کی بنیادی ضروریات کی جلد از جلد تکمیل کا سامان ہو سکے۔

جناب سپیکر!

41- آج پاکستان اپنی تاریخ کے انتہائی سنگین بحران سے گزر رہا ہے۔ بیرونی دشمنوں اور اندرونی خلفشار نے ہمارے ملک اور قوم کی بقاء کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ میں پنجاب اور پاکستان کے عوام کو یہ بھولی بسری حقیقت یاد دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا تھا اور اس کے قیام کے لئے برصغیر کے ہر خطے کے مسلمانوں نے خوشی خوشی مال و جان کی قربانی دی تھی۔ اسلام نے تو عربی و عجمی ' بندہ و آقا اور سیاہ و سفید کو بھی خبر میں ' نظر میں اور اذان سحر میں یکتا کر دیا تھا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان ' جنہوں نے عدیم المثال اتحاد کا مظاہرہ کر کے پاکستان حاصل کیا تھا۔ آج پھر یکتا اور یکجا ہو کر اللہ کی رسی کو نہیں تھام سکتے؟ ہمارے معاشرے کی موجودہ تفرقہ پسندی اور انتشار ' درسِ جہاں بانی کی مکمل نفی کرتا ہے۔ اور تاریخِ انسانی اور قوموں کے عروج و زوال سے ہماری لاعلمی اور بے تعلقی کی دلالت کرتا ہے۔ یہ اس درس اخوت کی فراموشی کی افسوس ناک مثال بھی ہے جو ہمارے ہادیٔ برحق کے آخری خطبۂ حج کا بنیادی نقطہ تھا۔ یہ درست ہے کہ اصولوں پر مبنی سیاسی اختلافات قوم کی جمہوریت پسندی اور ندرت فکر کی علامت ہیں۔ مگر ملکی مفاد اور قومی بقاء ان پر مقدم ہے۔ ملکی اور قومی بقاء سیاسی وابستگیوں اور جماعتی مفادات سے بہر طور بالاتر ہے۔ اس کٹھن مرحلے پر قوم کا ہر فرد بلکہ وطن کی خاک کا ہر ذرہ پکار پکار کر یہ فراموش کردہ سبق یاد دلا رہا ہے کہ

نگہ بلند ' سخن دلنواز ' جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

پاکستان پائندہ باد